تقریر

تقریر بابت تربیت
وقت 5-7 منٹ

وقارِ عمل: قومی ترقی کا ایک راز

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے:

لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡ کَبَدٍ (البلد:5)

کہ یقیناً ہم نے انسان کو ایک مسلسل محنت میں (رہنے کے لئے) پیدا کیا۔

مرا مطلوب و مقصود و تمنا خدمت خلق است
ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسم ہمیں راہم

یعنی میری زندگی کی سب سے بڑی تمنا اور خواہش خدمت خلق ہے۔ یہی میرا کام، یہی میری ذمہ داری، یہی میرا فریضہ اور یہی میرا طریقہ ہے۔

معزز سامعین! مجھے آج ''وقارِ عمل: قومی ترقی کا ایک راز'' پر گفتگو کرنی ہے۔ وقارِ عمل (dignity of work) کے معنی ہاتھ سے کام کرنے کے ہیں۔ دنیا کی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ وہی قومیں عروج و کمال کی منازل طے کرتی ہیں جن کے افراد محنت، مشقت اور مسلسل جدوجہد کو اپنا شعار بناتے ہیں۔ جب تک کسی قوم کے نوجوانوں اور افراد میں اپنے ہاتھ سے چھوٹے سے چھوٹا کام کرنے کی لگن اور جوش پیدا نہ ہو، وہ قوم کبھی ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہو سکتی۔ وقارِ عمل تحقیر اور غلامانہ سوچ کی بھی نفی کرتا ہے۔ جب سب مل کر ایک جگہ کام کر رہے ہیں تو خود بخود ذہن میں یکسانیت آ جاتی ہے کہ سب بحیثیت انسان برابر ہیں اور یہ چیز انسان کے اندر کسی معمولی کام کی تحقیر یا کسی کی غلامانہ سوچ کو ختم بھی کرتی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے محنت کی اسی اہمیت کو یوں بیان فرمایا ہے: لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡ کَبَدٍ (البلد:5) یعنی یقیناً ہم نے انسان کو ایک مسلسل محنت میں (رہنے کے لئے) پیدا کیا۔

اس حوالے سے جب ہم اسلامی تاریخ پر نظر دوڑاتے ہیں تو ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ ہمارے لیے بہترین اور روشن ترین نمونہ ہے۔ جنگِ احزاب (خندق) کے موقع پر، جب شہر کے دفاع کے لیے خندق کھودنے کا فیصلہ ہوا، تو آپؐ نے محض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی ڈیوٹیاں ہی نہیں لگائیں، بلکہ خود بھی اپنے دستِ مبارک سے اس مشقت طلب کام میں عملی طور پر حصّہ لیا۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب خندق کی کھدائی کے دوران ایک انتہائی سخت پتھر صحابہ کرامؓ سے نہ ٹوٹ سکا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود آگے بڑھ کر اس پتھر کو توڑا اور اسی دوران اللہ تعالیٰ کی جانب سے قیصر و کسریٰ کی کنجیاں پانے کی عظیمُ الشان بشارت بھی صحابہؓ کو سنائی۔ اسی طرح ایک اور بہترین نمونہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی میں ملتا ہے۔ مدینہ منورہ میں مسجدِ نبویؐ کی تعمیر کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف دوسروں کو کام کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ خود بھی صحابہؓ کے ساتھ تعمیری کام میں حصّہ لیا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اپنی مایہ ناز تصنیف سیرت خاتم النبیینؐ میں لکھتے ہیں:

''صحابہؓ نے معماروں اور مزدوروں کا کام کیا جس میں کبھی کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی شرکت فرماتے تھے''

(سیرت خاتم النبیینؐ صفحہ 301)

صرف یہی نہیں، بلکہ دیگر غزوات و اسفار میں جب بھی لشکرِ اسلام کہیں پڑاؤ ڈالتا، آپؐ صحابہؓ میں مختلف کام تقسیم فرمانے کے ساتھ ساتھ اپنے ذمّے بھی کوئی نہ کوئی کام ضرور لیتے۔ حالانکہ صحابہ کرامؓ آپؐ پر اپنی جانیں چھڑکتے تھے مگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے کام کرنے میں کبھی عار محسوس نہ کی۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گھریلو اور روزمرّہ زندگی کا مطالعہ کریں تو وہاں بھی وقارِ عمل کی یہی روشن مثال نظر آتی ہے۔ آپؐ گھر کے کام کاج میں اہل خانہ کا ہاتھ بٹاتے تھے، یہاں تک کہ کمزوروں، بیواؤں اور لاوارثوں کا بوجھ اپنے سر پر اٹھا کر ان کے گھر پہنچاتے تھے۔ اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے معمولات کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ کَانَ یَخِیطُ ثَوْبَہُ وَیَخْصِفُ نَعْلَہُ وَیَعْمَلُ مَا یَعْمَلُ الرِّجَالُ فِی بُیُوتِھِمْ (مسند احمد، حدیث نمبر 26194) کہ آپؐ اپنے کپڑے خود سیتے تھے، اپنے جوتے خود گانٹھتے تھے، اپنی بکری کا دودھ خود دوہتے تھے، اپنا کام خود کرتے تھے اور وہ تمام کام کرتے تھے جو عام مرد اپنے گھروں میں کرتے ہیں۔

کتاب فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ایک حدیث نقل ہوئی ہے کہ ابن عباسؓ فرماتے ہے کہ حضرت داوٗدؑ زرّہ بانی کرتے تھے اور حضرت آدمؑ ہل چلاتے تھے اور حضرت نوحؑ نجّار تھے اور حضرت ادریسؑ درزی تھے اور حضرت موسیٰؑ بھیڑ بکریاں چرایا کرتے تھے۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد 4 صفحہ 306)

سامعین! ہم سب کو اس مشہور حدیث کا علم ہے کہ ایک عیسائی مہمان نے رات کو آپؐ کے ہاں قیام کیا اور پیٹ کی خرابی کی وجہ سے بستر گندہ کر دیا۔ شرم کی وجہ سے صبح سویرے وہ خاموشی سے نکل گیا۔ لیکن بھولی ہوئی چیز لینے کے لیے اسے واپس آنا پڑا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود اُس کے گندے کیے ہوئے بستر کی صفائی کر رہے تھے۔ صحابہ نے عرض بھی کیا کہ ہم حاضر ہیں لیکن آپؐ نے فرمایا کہ نہیں مَیں یہ کام خود کروں گا وہ میرا مہمان تھا۔ یعنی اگر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تو کسی کو بھی کہہ سکتے مگر آپؐ نے پسند فرمایا کہ خود اپنے ہاتھ سے یہ کام کریں اور دوسرے کو تکلیف نہ دیں اور ثابت کیا کہ کوئی بھی کام حقیر نہیں۔ اَور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ یعنی محنت کرنے والا اللہ کا دوست ہے۔

اسلام نے ہمیں ہر موقع پر صفائی کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی تعلیم دی ہے اور ہمیں اس بات کا اندازہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روزمرہ زندگی سے بھی ہوتا ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگر سڑک پر جھاڑیاں، پتھر یا کوئی اور گندی چیز پڑی دیکھتے تو آپؐ اُسے خود اٹھا کر ایک طرف کر دیتے اور فرماتے کہ جو شخص سڑکوں کی صفائی کا خیال رکھتا ہے۔ خدا اس پر خوش ہوتا ہے اور اُسے ثواب عطا کرتا ہے۔ (مسلم کتاب البر والصلة) پھر ایک اور جگہ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ (مسلم کتاب الایمان باب تحریم الکبر وبیانہ)

اسی عظیم الشان سنّت کو زندہ رکھنے اور افرادِ جماعت کی روحانی واخلاقی تربیت کے لیے، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے جماعت کو مختلف ذیلی تنظیموں میں تقسیم فرمایا۔ اس کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ ہم اپنے ایمان کی حفاظت کریں اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے عائد کردہ ذمّہ داریوں کو ادا کرنے میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصّہ لیں۔

سامعین! اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی، مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ اسلام کی اصل اور پاکیزہ تعلیمات کو دوبارہ زندہ کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ظاہری اور باطنی صفائی، سادگی اور اپنے ہاتھ سے اپنے ماحول کو صاف ستھرا رکھنے پر بے حد زور دیا۔ آپؑ نے سورۃ المدثر کی آیات وَثِیَابَکَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ (المدثر: 5-6) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"اپنے کپڑے صاف رکھو۔ بدن کو اور گھر کو اور کوچہ کو اور ہر ایک جگہ کو جہاں تمہاری نشست ہو پلیدی اور میل کچیل اور کثافت سے بچاؤ یعنی غسل کرتے رہو اور گھروں کو صاف رکھنے کی عادت پکڑو۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 337)

حضرت مسیح موعودؑ نے صرف زبانی ترغیب ہی نہیں دی، بلکہ خود اپنے عملی نمونے سے جماعت کے اندر ایک انقلاب برپا کر دیا۔ آپؑ ضرورت کے موقع پر نہایت معمولی کام اپنے ہاتھ سے کر لیتے تھے اور کسی کام میں عار نہیں محسوس کرتے تھے۔ مثلاً چارپائی یا بکس وغیرہ اٹھا کر اِدھر اُدھر رکھ دینا یا بستر بچھانا یا کسی مہمان کے لئے کھانے یا ناشتہ کے برتن لگا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا وغیرہ وغیرہ۔ وبائی امراض کے ایام میں بسا اوقات حضرت مسیح موعود خود بھنگن کے سر پر کھڑے ہو کر نالیوں کی صفائی کرواتے تھے اور بعض اوقات نالیوں میں خود اپنے ہاتھ سے پانی بہا کر فینائل وغیرہ ڈالتے تھے۔

(تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 588)

امام الزّمان حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے اپنے ماننے والوں کو یہی خوبصورت پیغام دیا تھا کہ

"مرا مقصود و مطلوب و تمنّا خدمتِ خلق است"

قوموں کی ترقی کے لیے محنت کا پایا جانا بے حد ضروری ہے۔ جب ہمارے سامنے قرآن کی یہ تعلیم اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت موجود ہے، تو ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اس تعلیم کو اپنائیں اور اپنی زندگیوں کو اسی سانچے میں ڈھالیں۔ مجلس خدام الاحمدیہ کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد یہی ہے کہ وقارِ عمل کی اس صحیح روح کو نوجوانوں کے دل و دماغ میں جاگزیں کیا جائے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ایک طرف تو بے کاری کے خلاف زبردست تحریک چلائی اور دوسری طرف جماعت کو جھوٹی عزّت اور تکبّر کے جذبات سے پاک کرنے کے لیے ہاتھ سے کام کرنے کی بھرپور ترغیب دی۔ آپؓ نے اس اہم کام کو "تحریکِ جدید" کے مطالبات میں بھی شامل فرمایا۔ آپؓ کا یہ ارشاد ہے کہ:

"جماعت کے دوست اپنے ہاتھ سے کام کی عادت ڈالیں۔ مَیں نے دیکھا ہے اکثر لوگ اپنے ہاتھ سے کام کرنا ذلّت سمجھتے ہیں حالانکہ یہ ذلّت نہیں بلکہ عزّت کی بات ہے۔"

(تحریک جدید۔ ایک الٰہی تحریک جلد اوّل صفحہ 71)

حضرت مصلح موعودؓ نے قادیان دارالامان میں بنفسِ نفیس وقار عمل کی تحریک میں حصہ لیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے سب سے پہلے اہل قادیان پر یہ ذمّہ داری ڈالی کہ وہ محلوں اور گلیوں کو درست کر کے ثواب حاصل کریں۔ اس مقصد کے پیشِ نظر قادیان میں اجتماعی وقار عمل کے اہم سلسلہ کا آغاز ہوا جو تقسیم ہند تک جاری رہا۔ اس ضمن میں سب سے پہلا اجتماعی وقار عمل جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بنفس نفیس شمولیت فرمائی 28؍مارچ 1936ء کو ہوا...ایک کافی گہرا اور خاصّہ لمبا چوڑا گڑھا تھا جس میں قریباً سارا سال پانی بھرا رہتا تھا۔ اور فضا سخت متعفّن ہو جاتی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ آخر وقت تک ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک گشت کر کے نہ صرف زیادہ سرگرمی اور زیادہ مستعدی کے ساتھ کام کرنے کی ہدایات دیتے رہے بلکہ حضورؓ نے متعدّد بار خود کدال لے کر مٹی کھودی۔ ٹوکریوں میں بھری اور پھر مٹی کی بھری ہوئی ٹوکری کافی فاصلہ سے اٹھا کر گڑھے میں ڈالی۔ اگرچہ کام کے لیے وقت بہت تھوڑا اور سامان ناکافی تھا۔ لیکن حضورؓ کی موجودگی اور پھر کام میں خدام کے ساتھ شمولیت نے بڑوں ہی میں نہیں چھوٹے بچوں میں بھی خاص ہمت اور جوش پیدا کر دیا۔ اور وہ اپنی جھولیوں میں مٹی ڈال کر لیے جاتے رہے۔ مٹی ڈھونے کا طریق یہ تھا کہ کام کرنے والوں کو گڑھے سے لے کر جوہڑ تک تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر دو قطاروں میں کھڑا کیا گیا۔ ایک قطار بھری ہوئی ٹوکریاں ہاتھوں ہاتھ گڑھے تک پہنچاتی اور دوسری قطار خالی ٹوکریاں اسی طرح واپس پھیر دیتی جنہیں فوراً بھر کر پھر روانہ کر دیا جاتا۔ ابتدا میں یہ کام صدر انجمن احمدیہ کی لوکل انجمن کی نگرانی میں ہوتا تھا۔ مگر بعد میں اسے مجلس خدام الاحمدیہ کے زیرِ انتظام کر دیا گیا۔ جس کے نتیجے میں پہلے سے زیادہ جوش و خروش اور دلچسپی پیدا ہوگئی اور کام میں نظم و ضبط اور باقاعدگی کا ایک خاص رنگ پیدا ہو گیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 305-306 ایڈیشن 2008ء)

اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے وقارِ عمل کے دو عظیم قومی اور سماجی فوائد بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"وقار عمل کی تحریک سے دو ضروری فوائد حاصل ہوئے ہیں ایک تو نکمّا پن دور ہوگا دوسرے غلامی کو قائم رکھنی والی روح کبھی پیدا نہ ہوگی۔ جب دنیا میں یہ مادہ پیدا ہو جائے کہ کام کرنا اور نکمّا نہیں رہنا اور کسی کام کو ذلیل نہیں سمجھنا تو اس طرح کوئی طبقہ ایسا نہیں رہے گا جو غلامی چاہتا ہو۔"

(الفضل 17؍مارچ 1939ء)

نیز محلوں اور گلی کوچوں کی صفائی کے متعلق حضورؓ نے فرمایا:

"پہلے لوگوں کو منع کرو اور سمجھاؤ کہ گلی میں گندگی نہ پھینکیں، اور اگر وہ پھر بھی باز نہ آئیں تو پھر خود جا کر اٹھائیں، کیونکہ بیرونی ماحول کا اثر انسان کے جسم اور اس کی روح دونوں پر پڑتا ہے"

(مشعل راہ جلد 1 صفحہ 140)

سامعین! وقارِ عمل کی تحریک سے حضورؓ کا اوّلین مقصد نوجوانوں سے نکمّے پن اور بیکاری کی عادت کو دُور کر کے ان کا Character بلند کرنا تھا۔ یکم اپریل 1938ء کے خطبۂ جمعہ میں اس فلسفے کو بیان کرتے ہوئے آپؓ فرماتے ہیں:

"اگر ان نوجوانوں کے ذہن میں یہ بات ڈال دی جائے اور ان کے قلوب پر اس کا نقش کر دیا جائے کہ جو شخص کام کرتا ہے وہ عزّت کا مستحق ہے اور جو کام نہیں کرتا بلکہ نکمّا رہتا ہے وہ اپنی قوم اور اپنے خاندان کے لیے عار کا موجب ہے... تو یقیناً اگلی نسل درست ہو سکتی ہے اور پھر وہ نسل اپنے سے اگلی نسل کو، یہاں تک کہ یہ باتیں قومی کیریکٹر میں داخل ہو جائیں گی۔" (خطبات محمود جلد 19 صفحہ 197)

حضرت خلیفۃُ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں حضرت مسیح موعودؑ کا ایک ارشاد محنت کی عظمت سے متعلق پیش فرمایا اور وہ یہ ہے کہ

”کوئی انسان بغیر سعی کے کمال حاصل نہیں کر سکتا یہ خدا کا مقرّر کردہ قانون ہے جو شخص بغیر محنت سے کچھ حاصل کرنا چاہتا ہے وہ خدا کے قانون کو توڑتا ہے جو شخص ہاتھ پاؤں ہلاتا ہے تو اللہ برکت دیتا ہے۔ اللہ نہیں چاہتا کہ انسان بے دست وپا ہو کر بیٹھ رہے۔ مؤمن کو چاہیے کہ جدوجہد سے کام کرے لیکن دنیا کو مقصود بالذات نہ بنائے دنیا اس کے لئے سواری ہونی چاہیے، جو بلآخر اُسے خدا تک پہنچادے “

(خطاب جلسہ سالانہ بلجیئم 2000ء)

دورِ حاضر میں سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے وقارِ عمل کی اس مبارک روایت کو ہر ملک اور ہر ذیلی تنظیم میں نئی قوت عطا فرمائی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے متعدّد مواقع پر اس امر کا بھی ذکر فرمایا کہ کس طرح مساجد اور مشن ہاؤسز کی تعمیر میں احبابِ جماعت نے وقارِ عمل کے ذریعے جماعت کے لاکھوں روپے کی بچت کی۔

سامعین! جماعت احمدیہ میں وقارِ عمل کی ایک بہترین مثال ہمیں جلسہ سالانہ کے موقع پر نظر آتی ہے جہاں ہزاروں کی تعداد میں اطفال، خدام، انصار، ناصرات اور لجنہ اماء اللہ مہمانوں کی خدمت کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اس موقع پر افراد جماعت رضاکارانہ طور پر مہمانوں کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں۔ ایک دنیاوی لحاظ سے اچھے افسر کو، بڑے کمانے والے کو دیگوں پر کھانا پکانے، روٹیاں پکانے اور دوسرے مختلف کاموں پر لگا دیا جاتا ہے حتّٰی کہ ٹائلٹس کی صفائی پر بھی کھڑا کر دیں تو وہ خوشی سے یہ کام کرتا ہے۔ اس لئے کہ ان مہمانوں کی خدمت سے وہ بے انتہا دعاؤں کا وارث بن رہا ہوتا ہے اور پھر یہی کارکن غیر از جماعت مہمانوں کے لئے تبلیغ کا بھی باعث بن رہے ہوتے ہیں۔ ایک بچہ بھی جب جلسہ گاہ میں پھر کر پانی پلا رہا ہوتا ہے تو وہ بھی ایک خاموش تبلیغ کر رہا ہوتا ہے۔ مہمان کی اہمیت میزبان کی اہمیت کو بھی بڑھا رہی ہوتی ہے اور یہ چیز دنیا میں کہیں اور نظر نہیں آسکتی۔ پس خوش قسمت ہیں وہ کارکن اور رضاکار جو ایسے مہمانوں کی خدمت کو انجام دینے کے لئے اپنے آپ کو پیش کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے بن رہے ہوتے ہیں۔

دوسری مثال ہمیں یہاں یورپین ممالک میں نئے سال کے آغاز پر نظر آتی ہے جب ساری رات یہ لوگ آتش بازی کرتے ہیں ہلڑ مچاتے ہیں اور سڑکوں پر خوب گند ڈالتے ہیں تو صبح سویرے ہمارے اطفال، خدام اور انصار نماز تہجد اور فجر کی ادائیگی کے بعد ہاتھوں میں کوڑے کے لفافے پکڑے اپنے شہر کی گلیوں اور سڑکوں کی صفائی کر رہے ہوتے ہیں اور خاموش تبلیغ کا حصہ بھی بن رہے ہوتے ہیں۔

لہٰذا مساجد کی تعمیر کا معاملہ ہو، مشن ہاؤسز کی تزئین کا کام ہو، جلسہ سالانہ کی خدمت ہو، ہر جگہ ہمیں خدام اور جماعت کے مخلصین کا اخلاص وقارِ عمل کے رنگ میں نظر آتا ہے۔ وقارِ عمل خاموش تبلیغ کا بھی ذریعہ بنتا ہے۔ الحمدللہ ہر سال اَن گنت تعداد میں وقارِ عمل کی وجہ سے لوگ جماعت کی طرف متوجّہ ہوتے ہیں اور آج کے دور میں سوشل میڈیا پر جماعت کی مختلف پوسٹ پر comments پڑھنے سے لوگ تحقیقات کرتے ہیں کہ یہ کس قسم کے مسلمان ہیں کہ جو ہر طرف امن، محبت، ایک دوسرے کی مدد کا پرچار کر رہے ہیں۔

خدام الاحمدیہ امریکہ کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک ملاقات میں ریجنل ناظم وقارِ عمل نے حضور انور کی خدمتِ اقدس میں اپنے شعبے کے حوالے سے درپیش ایک چیلنج کا ذکر کرتے ہوئے عرض کیا کہ کچھ خدام محنت والے کام یا ایسے کام جن میں ہاتھ گندے ہوتے ہیں، ان سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں، نیز اس سلسلے میں راہنمائی طلب کی کہ ایسے خدام میں وقارِ عمل کی روح کیسے پیدا کریں؟

اس پر حضور انور نے وقارِ عمل کی حقیقی روح کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ وقارِ عمل کا نام انگلش میں کیا رکھا ہوا ہے؟ اس لیے dignity of labour رکھا ہوا ہے کہ تم اُن کو بتاؤ یہ تمہاری dignity ہے۔

حضور انور نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عملی نمونہ کی روشنی میں ہاتھ سے کام کرنے کی عظمت کو اُجاگر فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تو صاف اور نفاست پسند اور بہت زیادہ صفائی کا خیال رکھنے والا کوئی نہیں تھا اور جب ایسے حالات آتے تھے تو وہ بھی کام کرتے تھے۔ اب ایک جنگ کا واقعہ ملتا ہے کہ وہاں لوگ جب trench کھود رہے تھے تو آنحضرتؐ بھی ساتھ کھود رہے تھے اور پتھر بھی اُٹھا اُٹھا کے رکھ رہے تھے، آپؐ کے مٹی بھی پڑی ہوئی تھی۔ بلکہ قمیض اُتاری ہوئی تھی، تو پیٹ پر بھی مٹی تھی اور سر پر بھی اور مٹی کے غبار اُڑ رہے تھے۔ تو ان سے کہو کہ اگر آنحضرتؐ یہ کام کر سکتے ہیں، تو ہم کیا چیز ہیں، ہم کیوں نہیں کر سکتے؟ اس لیے ہمیں کرنا چاہیے، اس طرح ان کو سمجھاؤ کہ ہم مسلمان ہیں، تو ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو follow کرنا چاہیے۔

جواب کے آخر میں حضور انور نے وقارِ عمل کے روحانی اور جسمانی فوائد پر روشنی ڈالتے ہوئے توجہ دلائی کہ اس سے تو عزّت بنتی ہے کہ جماعت کی خاطر کام کر رہے ہو۔ ایک کام کر رہے ہو اور دوسرے جماعت کے لیے کام کر رہے ہو تو تمہیں ثواب ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس کا reward دیتا ہے۔ دوسرا یہ کہ hardwork کر رہے ہو تو اس سے تمہاری صحت بھی اچھی ہوتی ہے تو جب صحت کے لیے اچھا ہے تو اچھی صحت کے لیے انسان کو محنت کرنی چاہیے۔"

(الفضل انٹرنیشنل 8/ جنوری 2026ء)

در حقیقت، اپنے ہاتھ سے کام کرنا اللہ کے نیک بندوں اور رہبروں کا شیوہ رہا ہے اور جو لوگ اللہ کی نظر میں معزّز ہو جائیں، انہیں دنیا والوں کی تعریفوں کی کیا پرواہ؟ اگر ہم گہرائی سے سوچیں تو آسمانی عزّت و مرتبے کے سامنے اس فانی دنیا کی واہ واہ بالکل بے معنی لگتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآنِ کریم بھی مؤمن کو اسی حقیقت کی طرف متوجّہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَلِلّٰہِ الۡعِزَّۃُ وَلِرَسُوۡلِہٖ وَلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ (المنافقون:9)

اور عزّت اللہ ہی کے لیے ہے اور اس کے رسول کے لیے اور مؤمنوں کے لیے۔ پس حقیقی عزّت وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک شعر ہے:

کام کیا عزّت سے ہم کو شہرتوں سے کیا غرض
گر وہ ذلّت سے ہو راضی اس پہ سو عزّت نثار

انسان اُس وقت تک اپنی زندگی کے مقصد کو نہیں پا سکتا جب تک جھوٹی عزّت کے جذبہ کو کچل کر ختم نہ کر دے۔

اسی مضمون کو بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے خدام الاحمدیہ کو کیا ہی ایمان افروز پیغام دیا ہے۔

بادشاہی کی تمنّا نہ کرو ہرگز تم
کوچۂ یارِ یگانہ کے گدا ہو جاؤ

اس میں یہ پیغام مضمر ہے کہ ہاتھ سے کام کرنا غلامی کی عادت کو دور کرتا ہے۔ پس ہمیں زندگی کے ہر موڑ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دی گئی تعلیمات پر ہی عمل کرنا چاہیے۔ بجائے اس کے کہ ہم آنکھیں بند کر کے زمانے کے پیچھے دوڑیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(بتعاون: سیّد اعزاز الدین احمد۔ مربّی سلسلہ، انڈیا)